۱۱۔ سیدعبداللہ،ڈاکٹر،فن سیرت نگاری ،فکرونظر(اسلام آباد)، اپریل ۱۹۷۶ ء،ص ۱۲۔

۱۲۔ حوالۂ سابق ،ص ۱۱۔

۱۳۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ،الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور،۱۹۹۱ئ ، ج ا،ص ۴۷

۱۵۔ حوالۂ سابق۔ ۱۵۔ حوالۂ سابق ،ص ۶۴ ۔

۱۶۔ حوالۂ سابق۔ ۱۷۔ حوالۂ سابق۔

۱۸۔ حوالۂ سابق،ص ۶۵۔ ۱۹۔ حوالۂ سابق۔

۲۰۔ حوالۂ سابق،ص ۵۰ تا ۵۱۔

۲۱۔ اردو نثر میں سیرت نگاری ،ص ۵۹۵۔ ۲۲۔ حوالۂ سابق۔

۲۳۔ سیرۃ النبی ، ج ا،ص ۱۱۴۔ ۲۴۔ حوالۂ سابق، ج ا ،ص ۳۲۲۔

۲۵۔ حوالۂ سابق، ج ا ،ص ۲۷۲۔ ۲۶۔ حوالۂ سابق، ج ا ،ص ۱۹۷۔

۲۷ حوالۂ سابق، ج ا ،ص ۱۷۰۔

۲۸۔ صدیقی، ظفر احمد،ڈاکٹر، مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار، دارالنوادر، لاہور، ۲۰۰۵ئ ،ص ۳۷

۲۹۔ حوالۂ سابق ،ص ۴۳۔

۳۰۔ اردو نثر میں سیرت نگاری ،ص ۵۸۸۔

۳۱۔ فن سیرت نگاری ،ص ۱۲

۳۲۔ اردو نثر میں سیرت نگاری ،ص ۵۸۸ تا ۵۸۹۔

۳۳۔ مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار،ص ۴۵۔

۳۴۔ سیرۃ النبی ، ج ا،ص ۲۳۔

۳۵۔ فن سیرت نگاری ،ص ۱۱۔ ۳۶۔ حوالۂ سابق، ج ا ،ص ۱۷۔

۳۷۔ حوالۂ سابق، ج ا ،ص ۳۷۔ ۳۸۔ حوالۂ سابق، ج ا ،ص ۲۷۔

۳۹۔ مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار،ص ۴۷۔

۴۰۔ حوالۂ سابق،ص ۴۹۔

۴۱۔ سیرۃ النبی، ج ا،ص ۴۷، ۱۷۳،۱۴۰، ۲۸۷،۲۹۲، ۱۵۷،۲۴۹،۲۵۱،۲۶۳، ۲۴۴،۲۵۹، ۲۹۳،۲۹۷،۳۰۲،۳۱۷

۴۲۔ سیرۃ النبی ، ج ا،ص ۱۳۳۔ ۴۳۔ حوالہ سابق ، ج ا،ص ۳۳۔

۴۴۔ حوالہ سابق ، ج ا،ص ۱۵۹۔

۴۵۔ اردو نثر میں سیرت نگاری، ص ۲۷۵۔
۴۶۔ مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار، ص ۶۷۔ ۴۷۔ حوالۂ سابق، ص ۱۶۳۔
۴۸۔ حوالۂ سابق، ص ۱۶۴۔
۴۹۔ حوالۂ سابق، ص ۱۶۹۔
۵۰۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۱۲۹۔
۵۱۔ حوالہ سابق، ج ۱ ص ۱۰۰۔
۵۲۔ حوالہ سابق، ج ۱، ص ۲۱۰۔
۵۳۔ ملاحظہ کیجیے، مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر عثمانی، ص ۲۹۹ اور مولانا ادریس کاندھلوی کی سیرۃ المصطفیٰ، ج ۱، ص ۳۴ ۶۔
۵۴۔ مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار، ص ۱۹۹۔
۵۵۔ سیرۃ النبی، ج ۱ ص ۲۸۳۔
۵۶۔ مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار، ص ۲۳۲۔
۵۷۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۲۶۶۔
۵۸۔ فن سیرت نگاری، ص ۱۳۱۔
۵۹۔ مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار، ص ۲۳۷۔
۶۰۔ سیرۃ النبی، ج ۱، ص ۱۰۰۔
۶۱۔ صدیقی، محمد یٰسین مظہر، ڈاکٹر، شبلی کی سیرت النبی کا مطالعہ: نقد سلیمانی کی روشنی میں، سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ، ج ۳، ش ۲، اپریل۔جون ۱۹۸۴ئ۔
۶۲۔ ملاحظہ کیجیے سید عبداللہ، ڈاکٹر، فن سیرت نگاری، فکر ونظر (اسلام آباد)، اپریل ۱۹۷۶ئ، صدیقی، ظفر احمد، ڈاکٹر، مولانا شبلی نعمانی بحیثیت سیرت نگار، دار النوادر، لاہور، ۲۰۰۵ئ، عبدالحمید، شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی میں موجود اسقام واغلاط، ماہ نامہ نگار (لکھنو)، ۱۹۳۴ئ، یونس میو، سیرۃ النبی کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ، ماہ نامہ القاسم (نوشہرہ)، مئی ۲۰۰۵ئ۔
۶۳۔ شبلی کی سیرت النبی کا مطالعہ: نقد سلیمانی کی روشنی میں، ص ۵۷۔

☆☆☆

فیوض الحرمین — ایک مطالعہ

مولانا کلیم صفات اصلاحی

فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۷۰۳ئ۔ ۱۷۶۲ئ) کی ایک اہم اور اسلامی لٹریچر کی ایک منفرد اور مہتم بالشان تصنیف ہے۔ فکر ولی اللہی کے شارحین نے اس کے ساتھ خاص اعتناء کیا ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ رقم طراز ہیں:

"یہ کتاب زیادہ تر قیامِ حجاز کے زمانہ کے مشاہدات، حقایقِ باطنی، مسایلِ کلامی اور مسایلِ تصوف سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ کتاب بھی خواص کے مطالعہ کی ہے، ان لوگوں کے دست رس سے بالاتر ہے جو فلسفہ اور تصوف میں پورا درک نہیں رکھتے۔"[۱]

سید محمد شاہ لکھتے ہیں:

"شاہ صاحب کو حرمین شریفین کے قیام کے دوران جو فیوضِ باطنی حاصل ہوئے اور جن حقائقِ عالیہ اور معارفِ جلیلہ کا اس اثنا میں آپ پر انکشاف ہوا اور جو ترقی مدارج آپ کو وہاں رہ کر نصیب ہوئی، ان کی کماحقہ تفصیل تو خدائے عالم الغیب جانتا ہے، البتہ خود شاہ صاحب نے اپنی ایک جلیل القدر تصنیف 'فیوض الحرمین' میں، جو خاص اسی موضوع پر لکھی گئی ہے، اشارہ اور کنایہ سے اہلِ معرفت کی زبان میں کچھ کچھ باتیں سپردِ قلم فرمائی ہیں"۔[۲]

مولانا محمد منظور نعمانی اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

"بزمانۂ قیامِ حرمینِ شریفین حق تعالیٰ کی طرف سے جو الہامات یا روحِ پرفتوح پر سید عالم ﷺ کی جانب سے جو افاضات آپ کو ہوئے اور جو خاص تعلیم و تلقین کی گئی، آپ نے ان سب کو اس رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ قریباً سو صفحے پر اب سے بہت پہلے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکا ہے"۔[۳]

حجۃ اللہ البالغہ کے ایک اردو مترجم نے اس کتاب کے اجمالی تعارف کے ضمن میں لکھا ہے:

> ''اس کتاب میں شاہ صاحب نے وہ مسائل درج کیے ہیں جن کا آپ پر حضور ﷺ کی روحِ مبارک کے ذریعہ مدینہ منورہ کی اقامت کے دوران فیضان ہوا، مختصر مگر کثیر علوم پر مشتمل ہے''۔ [۴]

زمانۂ تصنیف

شاہ صاحب کی چند کتابوں کو چھوڑ کر تمام کتابوں کے زمانۂ تصنیف کے سلسلے میں علماء و محققین کے درمیان اختلاف ہے۔ ڈاکٹر مظہر بقا نے ان کے تصنیفی عہد کو چھ ادوار میں تقسیم کیا ہے اور فیوض الحرمین کو ۱۱۴۶ھ تک والے دوسرے دور کی تصنیفات میں شمار کیا ہے۔ [۵] پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی نے ان کی تصنیفات کے چار ادوار قائم کیے ہیں: (الف) زیارتِ حرمین سے قبل (ب) قیامِ حرمین کا عہد (ج) حرمین سے واپسی کے معاً بعد کا دور (د) تالیف کا آخری دور۔ انہوں نے فیوض الحرمین کو حرمین سے واپسی کے معاً بعد کی تصنیف قرار دیا ہے۔ [۶] لیکن شاہ ولی اللہ کے خلیفۂ اعظم، محبوب دوست اور عزیز ترین شاگرد شاہ محمد عاشق پھلتی نے، جو حرمین شریفین کے دورانِ قیام میں شاہ صاحب کے ساتھ تھے، القول الجلی میں لکھا ہے کہ یہ قیامِ حرمین شریفین کے زمانہ کی تصنیف ہے۔ القول الجلی فی ذکر آثار الولی شاہ صاحب کی زندگی ہی میں ان کے سوانح و ملفوظات سے متعلق مرتب کی گئی تھی اور شاہ صاحب نے اس کا ایک ایک لفظ پڑھا تھا۔ شاہ محمد عاشق لکھتے ہیں:

> ''۱۵/ شعبان ۱۱۴۴ھ کو مکہ میں پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا اور ماہ رمضان میں متعدد عمرے کیے اور آخری عشرہ میں بیت اللہ کے سامنے مسجد حرام میں اعتکاف فرمایا اور جب تک آپ مکۂ معظّمہ میں رہے، وہاں کے لوگ آپ سے فیوضِ ظاہری و باطنی اخذ کرتے رہے اور اسی جگہ آپ نے ایک رسالہ مسمی بہ 'فیوض الحرمین' تصنیف فرمایا۔ اس میں وہ تمام واردات و حقائق و

معارف واسرار وغوامض، جو حرمین شریفین میں آپ پر وارد ہوئے تھے، بیان فرمائے ہیں، گو کہ بیش تر مضامین رسالۂ مذکورہ کے بہت بلند اور ہر شخص کے ادراک، بلکہ اہلِ معرفت کے وجدان سے بھی بالاتر ہیں''۔ ۷؎

مؤلف القول الجلی کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ فیوض الحرمین قیامِ حرمین کے عہد ۱۱۴۳ھ — ۱۱۴۴ھ کی تصنیف ہے، حرمین سے واپسی کے معاً بعد کی تصانیف میں اس کو شمار کرنا اس کے سنۂ تصنیف کو دائرہ شک میں لاتا ہے، حالاں کہ قیامِ حرمین کی تصنیف قرار دینے کے لیے مصنف القول الجلی کا مستند بیان موجود ہے۔

وجہ ومقصدِ تصنیف اور نام

فیوض الحرمین کی تصنیف کی وجہ اور مقصد پر شاہ صاحب نے خود ہی اظہارِ خیال فرمایا ہے، چنانچہ اس کے مقدمہ میں حمد وثنا اور تمام انبیاء اور ان کی اولاد کی خدمت میں درود وسلام پیش کرنے کے بعد اس کے مقصد تصنیف پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھے حج بیت اللہ اور زیارتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ھ میں توفیق بخشی اور یہ نعمت بھی میسر آئی کہ میرا حج مشاہدہ اور معرفتِ الٰہی کے ساتھ ہوا، کوئی حجاب اور کسی قسم کی رکاوٹ پیش نہیں آئی، اسی طرح زیارت بھی زیارتِ مبصرہ ہوئی، اندھوں والی زیارت نہیں ہوئی۔ سو یہ زیارتِ شریفہ میرے نزدیک تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے مناسب سمجھا کہ ان تمام مشاہد کے اسرار، جو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے القا فرمائے ہیں، لکھ لوں اور اسی طرح، جیسا کہ مجھے روحانیتِ رسول اکرم ﷺ سے فوائد حاصل ہوئے، ان کو بھی ضبطِ تحریر کرلوں، تاکہ یہ چیز میرے لیے باعثِ تذکیر و یاددہانی اور میرے بھائیوں کے لیے بصیرت کے فرائض انجام دے۔ امید ہے کہ اس تالیف سے کچھ شکر ادا ہوجائے۔ میں نے اس رسالہ کا نام 'فیوض الحرمین' رکھا ہے۔ ۸؎

ہمارے پیشِ نظر فیوض الحرمین کا جونسخہ ہے وہ کراچی کا مطبوعہ ہے۔اس کے اردو مترجم مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندھلوی ہیں۔ترجمہ اصل عربی عبارت کے سامنے ہے، اس لیے اس کی ضخامت زیادہ ہے۔اس میں کل تین سو ستائیس (۳۲۷) صفحات ہیں۔ آغازِ کتاب میں نو (۹) صفحات پر مشتمل خواجہ عبدالوحید کا مقدمہ ہے۔صفحہ اٹھارہ (۱۸) سے اصل کتاب شروع ہوکر صفحہ تین سو ستائیس (۳۲۷) پر ختم ہوتی ہے۔

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ شاہ ولی اللہؒ علومِ ظاہری و باطنی دونوں میں مرتبۂ کمال پر فائز تھے۔ انہوں نے ایک طرف قرآن، حدیث، فقہ،فلسفہ،منطق،تصوف،علم کلام وغیرہ علومِ ظاہری میں اپنے درک ودست رس کے ثبوت فراہم کیے ہیں تو دوسری طرف انفاس العارفین، القول الجلی، الطاف القدس، الانتباہ، البلاغ المبین، بوارق الولایۃ،خیر کثیر،تفہیمات الٰہیہ، سطعات،عوارف، القول الجمیل، لمعات اور فیوض الحرمین وغیرہ قلم بند کرکے علومِ باطنی کے اسرار ورموز کی پردہ کشائی کی ہے۔زیرِ مطالعہ کتاب (فیوض الحرمین) شاہ صاحب کے حقائق باطنی کے انکشافات ومشاہدات پر مبنی ہے۔ اس میں کل سینتالیس (۴۷) مشاہداتِ باطنی کا تذکرہ ہے، جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ بعض مشاہد کے ذیل میں 'تحقیقِ شریف' اور 'معرفتِ عظیمہ' کے عنوان سے انھوں نے ان حقایقِ باطنی کی تشریح عام فہم انداز میں کردی ہے، جس سے قاری کا ذہن ان کے مدّعا کی طرف بہ آسانی منتقل ہوجائے۔ ان ۴۷ مشاہد میں ہر مشہد ایک عنوان کے تحت ہے۔وہ عناوین درج ذیل ہیں:

(۱) مشہد یعنی اربابِ فکر واصحابِ ذکر (۲) تدلّی کی حقیقت (۳) اللہ تعالیٰ کے شعائر کا نور بلند ہوتا ہے (۴) تدلّی سے اللہ تعالیٰ کا قرب آسان ہوجاتا ہے (۵) ملکۂ دعا حاصل ہونے کے بعد داخلۂ ملأ اعلیٰ (۶) ایک غیبی اشارہ (۷) ایمان کی قسمیں (۸) رحمتِ الٰہی کے بعد نفس پر کیا کیفیت طاری ہوتی ہے؟ (۹) انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں (۱۰) شفاعت کا ثبوت (۱۱) آں حضرت ﷺ رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین ہیں (۱۲) آں حضرت ﷺ کو تمام انبیاء پر فوقیت حاصل

ہے(۱۳) روضۂ انوراور منبرِ مبارک کے انواراور برکات (۱۴) روحِ مبارک ﷺ کی عظمت(۱۵) شاہ ولی اللہ آخری نقاطِ علم ہیں (۱۶) حقیقتِ محمدیہ ﷺ (۱۷) شاہ صاحب کا سالک بننا (۱۸) مشہدِآخر(۱۹) مذہبِ حنفی کا بہترین طریقہ (۲۰) روضۂ اطہر کے انوارتمام انوار سے فائق ہیں (۲۱) علمائے کرام کا مقام رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بہت بلند ہے (۲۲) حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو کیوں فضیلت حاصل ہے؟ (۲۳) رسول اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر (۲۴) انسان محدث بنے یا اس کا طفیلی؟ (۲۵) عارف کے کامل ہونے کے بعد اس کی روح ملأ اعلیٰ سے جا کر مل جاتی ہے (۲۶) کامل المعرفۃ کو ہمہ قسم کی نعمتیں ملتی ہیں (۲۷) **وھو القاھر فوق عبادہ** کا مطلب (۲۸) اللہ پیغمبر کی طرف کتاب نازل کرتے وقت کیا کرتا ہے؟ (۲۹) **قَدَمَ صِدقٍ عند ربھم** کی تفسیر (۳۰) نورِعرش (۳۱) فقہ حنفی اکسیر اعظم اور کبریتِ احمر ہے (۳۲) ائمہ اہلِ بیت کا عجیب طریقہ (۳۳) تفضیلِ شیخین کا حکم (۳۴) نورِارشادیت (۳۵) بیتِ عتیق کا منظر (۳۶) شاہ ولی اللہ کو من جانب اللہ ولایت کا عطا ہونا (۳۷) ملأ اعلیٰ کے اسرار عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں (۳۸) کمالِ انسانی کس وقت متحقق ہوتی ہے؟ (۳۹) انسان اللہ تعالیٰ کا قرب کس وقت حاصل کرسکتا ہے؟ (۴۰) روح کی حقیقت (۴۱) انسان میں شرافت اور بزرگی موروثی نہیں (۴۲) جنتیوں اور دوزخیوں کا لباس (۴۳) ولی کو خلعتِ قطبیت کس وقت پہنایا جاتا ہے؟ (۴۴) شہر اجمیر میں کفر کی باتوں کا رواج (۴۵) رقائق اور ان کے اثرات (۴۶) ہندوستان میں مذہبِ حنفی کی ضرورت اور اس کی حقانیت (۴۷) غبی ہو یا ذکی، ہر ایک صراطِ مستقیم پر قائم ہوسکتا ہے۔

یہ تو شاہ صاحب کی تصنیف 'فیوض الحرمین' میں مکمل مشاہد کی ایک فہرست ہے۔ اب ان مشاہد کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے ذیل میں شاہ صاحب نے معرفتِ عظیمہ اور تحقیقِ شریف کے عنوان کے تحت تفصیلات لکھی ہیں:

شاہ صاحب نے مشہد ۲ یعنی تدلّی کی حقیقت کے تحت معرفتِ عظیمہ، تحقیقِ

شریف اور زاید ایضاح یعنی وجدان کی حقیقت پر مفصلاً روشنی ڈالی ہے۔اس کے بعد مشہدے یعنی ایمان لانے کی قسمیں بیان کرنے کے بعد اولیاء اللہ کے الہام پر گفتگو کی ہے۔مشہد ۱۱ کے تحت 'تحقیق شریف' کے عنوان سے اس سوال کو حل کیا ہے کہ زمانۂ سابق میں حضرت آدمؑ کے بعد لوگ کند ذہن، جامد طبع اور حیوان صفت کیوں ہو گئے؟ مشہد آخر یعنی اٹھارہویں مشہد کے ذیل میں حقیقتِ طریقی یعنی سلوک کی حقیقت بتائی ہے۔مشہد ۳۶ کے تحت دو تحقیقیں درج ہیں: ایک میں عارف باللہ پر آنے والی نعمتوں کے کشف کا ذکر ہے اور دوسری میں رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے خلفاء کی ضرورتِ اتباع کی حکمت کی تفصیل ہے۔ پھر مشہد ۳۸ کے تحت تین تحقیقیں ہیں: پہلی حدیث **لا یردّ القضاء الا الدعاء**، دوسری 'علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کی تنزیہ واجب ہے' اور تیسری تحقیق 'تمثیل' کے عنوان کے تحت ہے،جس میں ارادۂ الٰہی کومخلوقات کی وجہ سے ظاہر ہونا قرار دیا گیا ہے۔اس کے بعد مشہد ۴۰ یعنی روح کی حقیقت کے تحت جو تحقیق شاہ صاحب نے درج کی ہے، اس میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے صرف دنیا میں لطف و رحمت کا ارادہ نہیں کیا ہے، بلکہ آپؐ کی وجہ سے قیامت کے دن بھی عام رحمت کا ارادہ فرمایا ہے۔مشہد ۴۵ کے ضمن میں انھوں نے تین تحقیقیں درج کی ہیں: ایک میں رسول اللہ ﷺ کو حجابِ اعظم قرار دینے کی تعبیر کے سلسلہ میں سید عبد السلام بن بشیش کے قول کی تشریح، دوسری میں کاملین کے لیے ذات کی طرف وصول بالفعل ہونا اور تیسری میں اللہ تعالیٰ کو اشیاء کا علم اجمالاً وتفصیلاً حاصل ہونا ثابت کیا ہے۔ ۴۷ ویں یعنی آخری مشہد کے تحت ایک تحقیق ہے،جس میں شاہ صاحب نے ثابت کیا ہے کہ انسان کے ہر فعل (کام) کی وجہ پہلے سے مقدّر ہے۔

یہاں یہ ذکر کردینا مناسب ہوگا کہ شاہ صاحب نے جن مشاہد کے ذیل میں تحقیق شریف یا معرفتِ عظیمہ تحریر کیا ہے وہ دراصل ان ہی مشاہد کے اجمال کی شرح اور ایجاز کا اطناب ہے، تاکہ قاری ان مشاہد کی باریکیوں اور تفصیلات سے واقف

ہوجائے اور شاہ صاحب کے الہامات اور حقایقِ باطنی کھل کر سامنے آجائیں۔ اگرچہ عام ذہن رکھنے والے لوگوں اور تصوف وفلسفہ اور کلامی مسائل سے دل چسپی نہ رکھنے والوں کے لیے شاہ صاحب کے حقائقِ باطنی کی یہ وادیاں غیر مانوس ہیں، تاہم دورِ حاضر کا ترقی پذیر ذہن جس طرح باریک سے باریک ترین حقائق اور انتہائی پوشیدہ رازوں سے پردہ اٹھار ہا ہے، ممکن ہے آئندہ زمانوں میں باطنی احساسات اور روحانی علوم کے بند دروازے وا ہوں۔ اس وقت شاہ صاحب کی تحقیقاتِ باطنی کی واقعیت اور اہمیت بلاشبہ بڑھ جائے گی۔ تقی انور علوی لکھتے ہیں:

> ''حضرت اقدس (شاہ ولی اللہ) نے اپنے جو مکاشفات، واقعات، واردات، الہامات، مشاہدات بیان کیے ہیں، وہ اب زیادہ محیّر العقول و ناممکن نہیں، کیوں کہ مادی دنیا میں علم طبعیات کی ترقی نے ایسی حیرت انگیز چیزیں ایجاد کردی ہیں کہ آج سے پچاس (یاستّر سال) سال قبل اگر کوئی ان کی پیشین گوئی کرتا تو لوگ اس کو فاتر العقل سمجھتے، فضا کی لہروں سے اس کو مسخّر کرکے انسانی ذہن نے وہ وہ کرشمے رچائے ہیں کہ طلسمِ ہوش ربا کی خیالی چیزیں بھی اب حقیقت بن کر سامنے آگئی ہیں اور اہلِ بصیرت عالمِ حیرت میں ہیں۔ اب دنیا کہاں سے کہاں جائے گی اور ذہنِ انسانی کیا کیا کرشمے دکھائے گا اور طلسم رچائے گا، یہ فی الوقت ہماری فہم سے بالاتر ہے۔ نہ معلوم کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں اور ہوں گی، جو انسان کے حاشیۂ خیال میں نہیں آسکتیں۔''[۹]

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ شاہ صاحب کے یہ الہامات عام ذہن کے درک و فہم سے بالاتر ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں سیرت، تصوف اور قرآن وحدیث سے متعلق بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو فکرِ ولی اللہی کو سمجھنے کی راہ آسان کرتی ہیں، دوسری بات یہ کہ اگر کسی مفکر و مجدد کی باتیں سمجھ میں نہ آئیں تو ان پر نکیر و اعتراض کرنے کے بجائے انھیں دوسرے لوگوں پر چھوڑ دینا چاہیے۔ خود شاہ صاحب نے لکھا ہے:

''اگر مجدّد (وقت) کی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس پر اعتراض ونکیر نہ کرنا چاہیے، بلکہ دوسرے آنے والے مجدّد پر چھوڑ دینا چاہیے (کہ وہ وضاحت کرے گا) کیوں کہ مجدد کی بات انبیاء علیہم السلام کی بات کے مثل خطا و غلط فکر سے پاک ہوتی ہے''۔۱۰؎

بہر حال بعض وہ مباحث جو بہ آسانی سمجھے جاسکتے ہیں اور جن کا ذکر شاہ صاحب نے اپنی اس مہتم بالشان تصنیف میں کیا ہے، ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں، جن سے شاہ صاحب کے علومِ باطنی وظاہری میں کمال کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست تلمّذ کا دعویٰ

شاہ صاحب نے اپنے متعلق فیوض الحرمین میں متعدد دعوے کیے ہیں، جو عام افراد کے لیے حیرت ناک وتعجب انگیز ہیں، لیکن صوفیۂ کرام کے نزدیک چنداں تعجب انگیز نہیں۔ شاہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں:

سلکنی رسول اللہ ﷺ بنفسه و ربّانی بیده ،فأنا أویسیه و تلمیذه بلا واسطة بینی و بینه، وذلک أنه رآنی ﷺ روحه المکرّمة فعرفنی بها۔۱۱؎

''مجھے خود رسول اللہ ﷺ نے سالک بنایا اور آپ نے بذاتِ خود میری تربیت فرمائی۔ لہٰذا میں آپؐ کا اویسی اور بہ راہِ راست شاگرد ہوں۔ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کیوں کہ آپؐ کی روحِ مبارک میرے سامنے جلوہ گر ہوئی اور خود سے میری پہچان کروائی۔''

اس کے بعد شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ'' میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی روحِ مبارک أعرف الأشیاء ،یعنی اشیاء کو سب سے زیادہ پہچاننے والی ہے اور اشیاء ہی نہیں، بلکہ محسوسات میں بھی خاصا درک رکھتی ہے۔ آپؐ کے وجود سے سب سے پہلے مجھ پر ایک تجلی ظاہر ہوئی، میں نے اس تجلی کو اپنے جوہر سے قبول کیا اور اس میں مستغرق اور فنا ہو گیا۔''۱۲؎

مذاہبِ اربعہ کی تقلید کے لیے رسول اللہ ﷺ کی وصیت

اسی کتاب میں ایک جگہ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے تین باتوں کا استفادہ کیا ہے، جو میرے اپنے مزاج وطبیعت کے خلاف تھیں: ان میں سے ایک بات یہ کہ میں مذاہبِ اربعہ کی تقلید کروں اور ان سے باہر قدم نہ رکھوں۔ فرماتے ہیں:

واستفدت منه ﷺ ثلاثة أمور خلاف ما كان عندي وما كانت طبيعتي ... ثانيها الوصاة بالتقليد بهذه المذاهب الأربعة لا أخرج منها والتوفيق ما استطعت۔ ۱۳؎

"میں نے اپنی طبیعت کے خلاف تین چیزوں کا رسول اللہ ﷺ سے استفادہ کیا ہے:۔۔۔ان میں سے دوسری یہ ہے کہ میں مذاہبِ اربعہ کی تقلید سے باہر قدم نہ رکھوں اور ان میں جہاں تک ممکن ہو، تطبیق دوں۔"

مذاہبِ اربعہ کی تقلید اور مصلحت کا راز شاہ صاحب نے اپنی کتاب 'عقد الجید' میں کھولا ہے کہ چوں کہ عام انسانوں کی فلاح و بہبود بڑی حد تک اسی بات پر موقوف ہے کہ چاروں مذاہب میں سے کسی کی پیروی کی جائے، خصوصاً اب آخری دور میں، جب کہ امانتوں کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا، علمائے سوء پر مکمل اعتماد صحیح نہیں ہے۔ **(وانّ في الأخذ بهذه المذاهب الأربعة مصلحة عظيمة من وجوه، لأنّ الزمان لما طال و بعُد العهد و ضُيّعت الأمانات لم يجز ان يعتمد على أقوال علماء السوئ)** ۱۴؎

خلافتِ باطنی وظاہری کے سلسلہ میں شاہ صاحب کا موقف

آج سیاسیات کی گرم بازاری اور مادیات سے دل چسپی کا اثر اس قدر ہو گیا ہے کہ دینی اور علمی کاموں کی کوئی اہمیت بعض حلقوں کو نہیں محسوس ہوتی، بلکہ ان کی اصل دل چسپیاں صرف مادی اور دنیوی عیش وعشرت تک محدود ہیں، لیکن فیوض الحرمین کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اس معاملہ میں معتدل نقطہ نظر رکھتے تھے۔ انہیں مادی اور دنیوی چیزوں کا احساس تھا اور ساتھ ہی مذہبی اور دینی

کاموں کی بھی دل سے قدر کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے متبعین و مبلغین کے لیے دو راستے ہیں: خلافتِ ظاہری و خلافتِ باطنی۔ اور دونوں اپنی اپنی جگہ مفید اور ضروری ہیں۔ فرماتے ہیں:

> ''رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں امت کے لیے صالح نمونۂ عمل موجود ہے، مثلاً خلافت ظاہری والوں کے لیے جو شرعی حدود اور جہاد کے ساز و سامان کی تیاری اور سرحدی علاقوں کی ناکہ بندی وحفاظت اور وفود کو اکرام وانعام دینے کی خدمت اور صدقات، محصول، مال گزاری وغیرہ کی وصولی، اربابِ حق تک ان کی رسائی، مقدمات کا تصفیہ، یتیموں کے اموال کی نگرانی، مسلمانوں کے اوقاف کا انتظام، راستوں، سڑکوں اور مساجد وغیرہ کی دیکھ بھال اور اسی قسم کے اور کاموں کے لیے مقرر ہیں، مسلمانوں میں جو ان خدمات میں مصروف ہیں، ان کو میں خلافت ظاہری والوں سے موسوم کرتا ہوں۔
>
> جو لوگ باطنی خلافت والے ہیں، یعنی جو اس کام پر مقرر ہیں کہ شرایع اور قوانینِ اسلامی، قرآن وسنن و آثار کی تعلیم دیں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کریں، وہ لوگ جن کے کلام سے دین کی تائید ہوتی ہے، خواہ مباحثہ و مناظرہ کی راہ سے، جیسا کہ متکلمینِ اسلام کا طریقہ ہے، یا وعظ و پند کے طریقے سے، جیسا کہ اسلام کے مقررین اور خطباء اس خدمت کو انجام دیتے ہیں، یا وہ لوگ جو اپنی صحت اور توجہ و ہمت سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتے ہیں، جیسا کہ مشائخ صوفیہ کا حال ہے، اسی طرح جو نمازیں قائم کراتے ہیں، حج کراتے ہیں اور جو انسان (دوام حضور) کے حصول کی راہ لوگوں کو بتاتے ہیں اور زہد و تقویٰ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، ان کو ہم خلفائے باطنی کے نام سے موسوم کرتے ہیں''۔ ۱۵؎

اولیاء اللہ کا الہام

تصوف وسلوک کو انسانی زندگی میں اہم مقام حاصل ہے، لیکن اس حقیقت